OPEN ACCESS
Al-ISRA
﴾International Journal of Islamic Thought﴿
ISSN: 2959-3603
www.israjr.com

Al-ISRA
Vol.:4, Issue: 2, July - December 2025 PP: 101-113

جامعہ مظہر العلوم مینگورہ، سوات کے فتاویٰ جات کے منہج واسلوب کا تحقیقی جائزہ

A Research Review of the Methodology and Style of the Fatāwā of Jāmiʿah Mazhar-ul-ʿUlūm, Mingora, Swat

Salman Khan
Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies & Religious Affairs,
University of Malakand, Chakdara Dir Lower, KP
Email: salmankhansafdar5757@gmail.com

Prof. Dr. Ata-ur-Rahman
Chairman, Department of Islamic Studies & Religious Affairs,
University of Malakand Chakdara Dir Lower, KP
Email: ataurrahman3003@gmail.com

Dr. Muhammad Abdul Haq
Lecturer, Department of Islamic Studies & Religious Affairs,
University of Malakand Chakdara Dir Lower, KP
Email: mabdulhaq.pk@gmail.com

Abstract

This research paper, titled "A Research Review of the Methodology and Style of the Fatāwā of Jāmiʿah Mazhar-ul-ʿUlūm, Mingora, Swat," examines the method of issuing Fatāwā, the use of arguments, and the writing style of the Fatāwā of Jāmiʿah Mazhar-ul-ʿUlūm Mingora, Swat. The study explains the academic and legal methods used by its scholars to address religious and social issues of the present time. The research shows that these Fatāwā mainly rely on the Qurʾān, Ḥadīth, Fiqh, Uṣūl al-Fiqh, Qawāʿid Fiqhiyyah, and the opinions of major Fuqahāʾ. In some issues, different juristic opinions are discussed and the preferred opinion is identified. In modern issues, careful legal reasoning, blocking the means to wrong actions, and clear legal rulings are also used. The study also discusses the reformative and social role of the Fatāwā. The scholars have addressed innovations, unlawful customs, and incorrect social practices, and have provided lawful alternatives where possible. The Fatāwā are generally written in simple and clear language, with direct and brief answers. Separate questions are answered separately, and the identity of the questioner is protected. The research concludes that the Fatāwā of Jāmiʿah Mazhar-ul-ʿUlūm combine the Qurʾān and Sunnah,

Islamic legal reasoning, principles of jurisprudence, reformative thinking, and a simple writing style. They provide guidance on modern issues and contribute to social reform and religious awareness. Therefore, these Fatāwā are an important part of the religious and legal heritage of Swat.

Keywords: *Jāmiʿah Mazhar-ul-ʿUlūm, Fatāwā, Method of Ifta, Style of Fatāw, Hanafi Jurisprudence, Legal Reasoning, Modern Issues, Social Reform, Blocking the Means.*

تعارف موضوع

اللہ تعالیٰ نے جب اس وسیع و عریض کائنات کو وجود بخشا تو اپنی تمام مخلوقات میں انسان کو سب سے زیادہ شرف، عزت اور بلند مرتبہ عطا فرمایا۔ تاہم انسان کو یہ عظمت اور فضیلت اس کی ذاتی صلاحیتوں یا فطری اوصاف کی بنا پر حاصل نہیں ہوئی، بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسے ایمان اور اسلام جیسی بے مثال نعمتوں سے نوازا۔ یہی نعمتیں انسان کو دیگر تمام مخلوقات پر برتری عطا کرتی ہیں اور اسے اشرف المخلوقات کے مقام پر فائز کرتی ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے نوعِ انسانی کی ہدایت و رہنمائی کے لیے ہر دور میں انبیائے کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا، جنہوں نے لوگوں کو ایمان واسلام کی تعلیم دی، حق کی طرف دعوت دی اور اللہ تعالیٰ کے احکام سے آگاہ کیا۔ یہ مبارک سلسلہ آخرکار حضرت محمد ﷺ کی بعثت پر اپنے نقطۂ کمال کو پہنچا اور آپ ﷺ خاتم النبیین قرار پائے۔ جس طرح رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اقدس پر ایمان لائے بغیر ہدایت کا حصول ممکن نہیں، اسی طرح ہدایت کی تکمیل اور اس کے حقیقی ثمرات سے بہرہ مند ہونے کا راستہ بھی آپ ﷺ کی لائی ہوئی کتابِ ہدایت، قرآنِ کریم، اور آپ ﷺ کی سنتِ مبارکہ کی مکمل پیروی میں مضمر ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بھما کتاب اللّٰہ وسنۃ رسولہ[1]

ترجمہ: میں تمہارے درمیان دو نہایت قیمتی چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ جب تک تم ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے رکھو گے، ہرگز گمراہ نہیں ہو گے۔ ان میں ایک اللہ کی کتاب، قرآنِ مجید، اور دوسری میری سنت ہے۔

اس ارشاد کا مفہوم یہ ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ کی تعلیمات ہی درحقیقت صراطِ مستقیم ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں، یعنی صحابۂ کرام، تابعین، سلفِ صالحین اور ائمۂ مجتہدین کا مسلک بنایا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ قرآن وسنت کی صحیح تشریح اور فہم وہی معتبر ہے جو ان برگزیدہ اہلِ علم سے منقول ہو، اور اسی مستند فہم کو فقہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جس طرح رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اقدس پر ایمان لائے بغیر ہدایت کا حصول ممکن نہیں، اسی طرح ہدایت کی تکمیل اور اس کے حقیقی ثمرات سے بہرہ مند ہونے کا راستہ بھی آپ ﷺ کی لائی ہوئی کتابِ ہدایت، قرآنِ کریم، اور آپ ﷺ کی سنتِ مبارکہ کی مکمل پیروی میں مضمر ہے۔

برصغیر میں چوتھی صدی ہجری کے بعد جب خودمختار مسلم ریاستیں وجود میں آئیں تو فتویٰ نویسی کا باقاعدہ نظام قائم ہوا۔ اس دور میں نہ صرف مسلمان بلکہ غیر مسلم بھی مختلف معاملات میں اہلِ علم سے فتاویٰ حاصل کرتے تھے۔ اور ان فتاوی جات کا حال "عجائب الہند)" مؤلف بزرگ بن شہریار (کی کتاب سے معلوم ہوتا ہے[2] برصغیر کے مسلم حکمرانوں کو فقہِ

اسلامی سے خصوصی دلچسپی اور گہرا تعلق تھا، جس کی وجہ سے فقہی علوم اور نظامِ افتاء کو بھرپور سرپرستی حاصل رہی۔ چنانچہ سلطان محمود غزنوی نے فقہی مسائل پر مشتمل ایک اہم تصنیف "التفرید فی الفروع" مرتب کی، جبکہ ظہیر الدین بابر نے اصولِ مذاہب کے موضوع پر ایک قابلِ قدر کتاب تحریر کی۔[3] اس کے علاوہ مختلف ادوار میں فتاویٰ پر متعدد معروف مجموعے اور کتب مرتب کی گئیں، جن کی تدوین اور اشاعت میں مسلم حکمرانوں نے خصوصی دلچسپی اور سرپرستی کا مظاہرہ کیا۔ ان میں نمایاں کتب درج ذیل ہیں:

1- فتاوی ابراہیم شاہی[4]

2- فتاوی فیروز شاہی[5]

3- فتاوی تاتار خانیہ[6]

4- فتاوی عالمگیری

تاہم دیگر مجموعہ ہائے فتاویٰ کے مقابلے میں فتاویٰ عالمگیری کو زیادہ قبولیت اور شہرت حاصل ہوئی۔[7] یہ مجموعہ ابتدا میں عربی زبان میں مرتب کیا گیا تھا، بعد ازاں مغل بادشاہ اورنگزیب عالمگیر (متوفی 1707ء) کے حکم پر مولانا عبداللہ چلپی نے اسے فارسی زبان میں منتقل کیا،[8] جبکہ بعد میں مولانا امیر علی لکھنوی نے اسی کا اردو ترجمہ ''فتاویٰ ہندیہ'' کے عنوان سے پیش کیا۔[9]، [10] برصغیر میں اردو زبان کے ذریعے مرتب ہونے والے فتاویٰ کے مجموعے اسلامی فقہی ادب کا ایک نہایت اہم اور قیمتی علمی سرمایہ شمار ہوتے ہیں۔ یہ مجموعے عموماً مدارسِ دینیہ اور دارالافتاء کے علمی ماحول میں مرتب ہوئے، جہاں جید علماء اور مفتیانِ کرام نے غور و فکر، تحقیق اور باہمی مشاورت کے ساتھ پیش آنے والے فقہی مسائل کے حل پیش کیے۔ ان فتاویٰ کے مجموعوں کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ ان میں عصرِ حاضر سے متعلق اہم اور روزمرہ پیش آنے والے مسائل کے شرعی احکام بیان کیے گئے ہیں، جن سے مسلم معاشرہ مختلف مواقع پر مسلسل دوچار رہتا ہے۔ ان مجموعہ ہائے فتاویٰ کی تدوین و ترتیب میں برصغیر کے متعدد معروف علمی مراکز اور اداروں نے نمایاں کردار ادا کیا، جن میں دارالعلوم دیوبند،[11] مظاہر العلوم سہارنپور[12] اور فرنگی محل[13] کے دارالافتاء خصوصیت سے قابلِ ذکر ہیں۔ ان اداروں کی اجتماعی علمی کاوشوں کے علاوہ برصغیر میں متعدد جلیل القدر فقہاء اور مفتیانِ کرام نے انفرادی سطح پر بھی فتاویٰ نویسی کے میدان میں گراں قدر خدمات انجام دیں۔

جیسے:

1۔ مولانا اشرف علی تھانوی (متوفی 1943ء)[14]

2۔ مولانا مفتی محمد شفیع (متوفی 1976ء)

3۔ مولانا احمد رضا خان بریلوی (متوفی 1921ء)[15]

4۔ مولانا ثناالله امرتسری (متوفی 1948ء)

برصغیر کے دینی مدارس میں دارالعلوم دیوبند کو فتوی نویسی اور فقہی خدمات کے حوالے سے نمایاں مقام حاصل ہے۔ اس ادارے نے فقہ اور اصولِ فقہ کی تعلیم و اشاعت کے ساتھ ساتھ ایسے باصلاحیت فقہاء اور مفتیانِ کرام کی تربیت پر بھی

خصوصی توجہ دی جو بدلتے ہوئے حالات میں امت کی شرعی رہنمائی کر سکیں۔ دارالافتاء کے قیام کے ذریعے دارالعلوم دیوبند نے مسلمانوں کو درپیش مختلف فقہی مسائل کے حل اور شرعی رہنمائی کی ذمہ داری مؤثر انداز میں ادا کی۔[16] دارالعلوم دیوبند کے علاوہ برصغیر کے دیگر متعدد دینی و علمی مراکز نے بھی فتوی نویسی اور فقہی خدمات کے فروغ میں نمایاں کردار ادا کیا۔ ان میں بالخصوص درج ذیل ادارے قابلِ ذکر ہیں:

1۔ ندوۃ العلماء، لکھنو، انڈیا

2۔ جامعہ دارالعلوم، کراچی

3۔ جامعہ اشرفیہ، لاہور

4۔ جامعہ عثمانیہ، پشاور

5۔ جامعہ حقانیہ، اکوڑہ خٹک

6۔ جامعہ مظہر العلوم، مینگورہ (سوات)

ان اداروں کے دارالافتاء نے اپنے اپنے ادوار میں فتاویٰ کی تدوین و اشاعت کے ذریعے عوام کی شرعی رہنمائی کی اور انہیں درپیش مختلف دینی و فقہی مسائل کے حل فراہم کیے۔ جامعہ مظہر العلوم مینگورہ سوات کا شمار علاقے کے قدیم دینی تعلیمی اداروں میں ہوتا ہے، جس کی بنیاد 1966ء میں رکھی گئی۔ قیام کے ابتدائی دور ہی سے اس ادارے نے دینی تعلیم کی ترویج و اشاعت اور علمی وتربیتی خدمات کے میدان میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ جامعہ سے فارغ التحصیل ہونے والے طلبہ مختلف شعبہ ہائے زندگی میں دینی، علمی اور معاشرتی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ جامعہ مظہر العلوم مینگورہ سوات کے دارالافتاء نے اپنے قیام سے لے کر اب تک مختلف نوعیت کے شرعی وفقہی مسائل میں کثیر تعداد میں فتاویٰ جاری کیے ہیں، جن کے ذریعے عوام کو دینی و شرعی رہنمائی فراہم کی جاتی رہی ہے۔اس آرٹیکل کے اندر سوات کے انہی فتاویٰ جات کی منہج واسلوب کا تحقیقی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

زیرِ نظر مجموعۂ فتاویٰ میں اکثر فتاویٰ مفتی سردار علی صاحب کے قلم سے صادر ہوئے ہیں، اس لیے جامعہ مظہر العلوم کے فتاویٰ کے منہج واسلوب کے تحقیقی جائزے سے قبل مفتی سردار علی صاحب کا مختصر تعارف پیش کیا گیا ہے، تاکہ ان کی علمی، فقہی اور افتائی خدمات کا اجمالی خاکہ سامنے آ سکے۔ اس کے بعد جامعہ مظہر العلوم کے فتاویٰ کو موضوعِ بحث بناتے ہوئے ان کے منہج و اسلوب کا تحقیقی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

ولادت اور خاندانی پس منظر:

مفتی سردار علی صاحب کی ولادت 1953ء میں ضلع سوات، تحصیل کبل، علاقہ نیکپی خیل کے گاؤں ڈھیری میں ایک معزز اور دینی روایات کے حامل خاندان میں ہوئی۔ آپ کے والدِ محترم کا نام ہلال تھا۔ اگرچہ آپ کے قریبی آباؤاجداد میں کوئی معروف عالمِ دین نظر نہیں آتا، تاہم اس خاندان کی قدیم تاریخ دینی اور روحانی شخصیات سے خالی نہیں رہی، بلکہ ماضی میں اس خاندان سے بزرگ اور اہلِ علم حضرات بھی وابستہ رہے ہیں۔ اگرچہ ان شخصیات کو گزرے ایک طویل عرصہ بیت چکا تھا، تاہم ان کی دینی وروحانی روایات کے اثرات نسل در نسل منتقل ہوتے رہے۔ چنانچہ مفتی سردار علی صاحب کی ذاتِ گرامی کے ذریعے اس خاندان میں علمی ودینی خدمات کا یہ سلسلہ ایک مرتبہ پھر نمایاں طور پر جاری ہوا۔

ابتدائی تعلیم:

مفتی سردار علی صاحب کے خاندان میں دینی و علمی روایات کے اثرات موجود تھے، اسی بناپر آپ کی ابتدائی تعلیم کا آغاز گھر ہی سے ہوا۔ آپ نے اپنے والدِ محترم سے قرآنِ مجید ناظرہ اور خلاصہ کَیدانی کی تعلیم حاصل کی۔ بعد ازاں اپنے گاؤں میں پشاور استاد صاحب سے بہیۃ المصلی پڑھی، جبکہ اپنے والدِ محترم کے چچازاد بھائی سید معروف شاہ پاچا سے کنز اور قرآنِ مجید ترجمہ کے ساتھ پڑھا۔ یہ ابتدائی دینی تعلیم آپ کے علمی ذوق کی تشکیل اور حصولِ علم کی رغبت پیدا کرنے میں نہایت مؤثر ثابت ہوئی۔ آپ نے عصری تعلیم کا سلسلہ بھی جاری رکھا اور میٹرک تک اسکول کی تعلیم مکمل کی۔ اس کے بعد کالج میں داخلہ لیا، تاہم علمِ دین سے فطری شغف اور دینی تعلیم کے حصول کا جذبہ اس قدر غالب تھا کہ بالآخر کالج کے ماحول کو چھوڑ کر مدرسہ کی علمی و دینی فضا کو اختیار کر لیا۔ چنانچہ 1972ء میں آپ نے باقاعدہ دینی و علمی سفر کا آغاز کیا، جو آگے چل کر آپ کی علمی و افتائی خدمات کی بنیاد بنا۔

جامعہ مظہر العلوم میں آمد:

مفتی سردار علی صاحب کو یہ منفرد اعزاز حاصل رہا کہ آپ نے درجۂ اولیٰ سے لے کر درجۂ دورۂ حدیث تک اپنی دینی و علمی تعلیم کا سفر جامعہ مظہر العلوم ہی میں مکمل کیا۔ 1972ء میں جامعہ میں داخل ہونے کے بعد مسلسل نو سال، یعنی 1981ء تک، آپ نے اسی ادارے میں باقاعدہ تعلیم حاصل کی اور مختلف مراحلِ درس طے کیے۔ تعلیمی ایام کے علاوہ تعطیلات کے دوران بھی آپ نے اپنی علمی تشنگی کی تسکین کے لیے مختلف اہلِ علم سے استفادہ کیا۔ چنانچہ حضرت درخواستی صاحب رحمہ اللہ سے ترجمہ و تفسیر کی تعلیم حاصل کی۔ اسی طرح مولانا زرداد رحمہ اللہ، مولانا عبداللہ صاحب رحمہ اللہ، سے بھی ترجمہ و تفسیر پڑھنے کا موقع ملا۔ مزید برآں جامعہ کے مہتمم صاحب رحمہ اللہ سے سورۃ البقرہ تک ترجمہ و تفسیر کی تعلیم حاصل کی۔ یوں جامعہ مظہر العلوم میں مسلسل تعلیمی سفر اور مختلف اہلِ علم سے استفادہ نے آپ کی علمی و فکری شخصیت کی تشکیل میں اہم کردار ادا کیا۔

سندِ فراغت:

مفتی سردار علی صاحب نے 1981ء میں دورۂ حدیث کی تکمیل کرتے ہوئے باقاعدہ دینی تعلیم سے فراغت حاصل کی۔ دورانِ دورۂ حدیث، کتبِ حدیث میں سے بیشتر کتابیں جامعہ کے شیخ الحدیث اور مہتمم حضرت مولانا صاحب رحمہ اللہ سے پڑھیں۔ البتہ مشکوۃ ثانی اور ترمذی ثانی کی تعلیم حضرت مولانا تاج محمد صاحب رحمہ اللہ سے حاصل کی۔ اس طرح آپ نے جامعہ مظہر العلوم میں اپنے طویل علمی سفر کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا اور سندِ فراغت حاصل کی۔

تدریسی خدمات:

جامعہ مظہر العلوم میں قیامِ تعلیم کے پورے نو سال مفتی سردار علی صاحب کو حضرت مہتمم صاحب رحمہ اللہ کی خصوصی توجہ، شفقت اور سرپرستی حاصل رہی۔ آپ کی علمی صلاحیتوں اور تدریسی استعداد کو دیکھتے ہوئے حضرت مہتمم صاحب رحمہ اللہ نے فراغت سے تقریباً تین ماہ قبل ہی آپ کو جامعہ مظہر العلوم میں بطورِ مدرس مقرر فرما دیا۔ یہ آپ کی علمی قابلیت اور حسنِ استعداد پر اعتماد کا واضح مظہر تھا۔ علاقے کے دیگر جید علماء اور اکابرِ علم بھی مفتی سردار علی صاحب کی علمی صلاحیتوں اور بلند مقام سے بخوبی واقف تھے اور ان کی قدر و منزلت کو تسلیم کرتے تھے۔ اسی اعتماد کا ایک نمایاں اظہار یہ بھی تھا کہ حضرت ناظم صاحب دامت برکاتہم نے اپنی صاحبزادی کے لیے مفتی صاحب کو منتخب فرمایا اور انہیں اپنا داماد بنانے کا شرف بخشا۔ فراغت کے بعد

1981ء سے تاحال آپ جامعہ مظہر العلوم سے وابستہ چلے آ رہے ہیں اور تدریسِ علومِ دینیہ کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ اس طویل عرصے کے دوران آپ نے علومِ نبویہ کی تعلیم و تدریس کے ذریعے متعدد طلبہ کی علمی تربیت کی اور انہیں دینی علوم سے بہرہ مند کیا۔

اساتذہ:

حضرت مولانا فضل محمد رحمہ اللہ، المعروف بہ حضرت مہتمم صاحب
مولانا فضل حلیم رحمہ اللہ، المعروف بہ حضرت ناظم صاحب
مولانا تاج محمد صاحب رحمہ اللہ
مولانا عبدالودود صاحب رحمہ اللہ
مولانا جامداد صاحب رحمہ اللہ
مولانا عبداللطیف صاحب رحمہ اللہ
مولانا آیاز صاحب رحمہ اللہ
مولانا عبدالاکبر صاحب رحمہ اللہ
مولانا حمید اللہ صاحب رحمہ اللہ
مولانا مشتاق احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ
مولانا بادشاہ گل صاحب رحمہ اللہ

بیعت و سلوک:

مفتی سردار علی صاحب حضرت مہتمم صاحب رحمہ اللہ کے روحانی سلسلے سے وابستہ رہے ہیں اور انہیں دلائل الخیرات کی اجازت بھی حاصل ہے۔ آپ کی روحانی نسبت اور اس اجازت کی بنا پر کثیر تعداد میں علماء، طلبہ اور دیگر افراد نے آپ سے دلائل الخیرات کی اجازت حاصل کی ہے اور یہ سلسلہ تاحال جاری ہے۔ آپ کی زندگی میں سلوک و تزکیہ کا پہلو بھی نمایاں رہا ہے، تاہم آپ کی طبیعت میں گوشہ نشینی اور اخفاء کا عنصر غالب ہونے کی وجہ سے آپ کے روحانی معمولات اور سلوکی احوال کی تفصیلات عام طور پر منظرِ عام پر نہیں آ سکیں۔ البتہ آپ سے قریبی تعلق رکھنے والے بعض اہلِ علم و خواص آپ کے ان روحانی احوال سے واقف ہیں۔ یوں آپ کی شخصیت میں علمی و تدریسی خدمات کے ساتھ روحانی تربیت اور تزکیۂ نفس کا پہلو بھی نمایاں دکھائی دیتا ہے۔

دینی و سماجی مصروفیات:

مفتی سردار علی صاحب کی روزمرہ زندگی کا بیشتر حصہ دینی و علمی خدمات میں صرف ہوتا ہے۔ آپ جامعہ مظہر العلوم میں تدریس کے فرائض انجام دینے کے ساتھ ساتھ دینی و علمی امور میں بھی مصروفِ عمل رہتے ہیں۔ یہ آپ کی علمی وابستگی، عاجزی اور اپنے اکابر سے مضبوط تعلق کی نمایاں مثال ہے۔

اس کے علاوہ آپ پورے علاقے میں دینی و فقہی رہنمائی کا فریضہ بھی انجام دیتے ہیں۔ مختلف دینی و فقہی مسائل میں علماء اور عوام آپ سے رجوع کرتے ہیں، جبکہ علاقے میں جاری ہونے والے متعدد فتاویٰ میں آپ کی علمی معاونت اور رہنمائی

بھی شامل رہی ہے۔ دینی و فقہی رہنمائی کے ساتھ ساتھ لوگ اپنے روزمرہ اور معاشرتی معاملات میں بھی آپ سے مشورہ اور رہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ اس بنا پر مفتی سردار علی صاحب کی شخصیت علاقے میں ایک معتبر علمی و دینی مرجع کی حیثیت رکھتی ہے۔

تقویٰ، احتیاط اور تواضع:

مفتی سردار علی صاحب کی شخصیت میں تقویٰ، احتیاط اور تواضع کے نمایاں اوصاف پائے جاتے ہیں۔ ان کی دینی احتیاط کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ مدرسے کے مقررہ اوقات کے بعد وہ ادارے کی بجلی، پنکھے اور حتیٰ کہ پانی کے استعمال سے بھی احتراز فرماتے ہیں۔ یہ طرزِ عمل ان کے احساسِ ذمہ داری اور تقویٰ پر مبنی محتاط رویے کی عکاسی کرتا ہے۔ تدریسِ حدیث میں بھی ان کا انداز نہایت محتاط اور علمی ہے۔ وہ احادیث کو محض اپنے حافظے کی بنیاد پر بیان کرنے کے بجائے محدثین کی مستند شروح سے استفادہ کرتے ہوئے درس دیتے ہیں۔ اپنی علمی قابلیت کے باوجود شرح حدیث کی کتاب ساتھ لے کر آنا اور اسی سے طلبہ کو پڑھانا ان کی علمی تواضع اور احتیاط کی واضح مثال ہے۔ ان کے علمی مزاج اور احتیاط کا ایک واقعہ قابلِ ذکر ہے کہ ایک مرتبہ مشکوٰۃ شریف کی ایک حدیث کی مختلف تشریحات بیان کرنے کے بعد انہوں نے ایک مزید توجیہ ذکر کی اور فرمایا کہ یہ بات انہوں نے کسی کتاب میں پڑھی تھی۔ کچھ دیر غور کرنے کے بعد انہوں نے یہ وضاحت کی کہ اگر یہ توجیہ کسی محدث کی بیان کردہ ہے تو یہ اسی علمی روایت کا حصہ ہے، لیکن اگر کسی محدث نے اسے بیان نہیں کیا تو یہ ان کی اپنی رائے شمار ہو گی، اور ایسی صورت میں وہ اللہ تعالیٰ کے حضور اس پر استغفار کرتے ہیں۔ یہ واقعہ ان کے علمی احتیاط، احساسِ ذمہ داری اور اپنے قول کے بارے میں غیر معمولی محتاط رویے کی عکاسی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ استادِ محترم کی عمر و صحت میں برکت عطا فرمائے، ان کی علمی و دینی خدمات اور کاوشوں کو شرفِ قبولیت بخشے، انہیں اپنے اساتذہ اور والدین کے لیے ذریعۂ نجات بنائے اور طلبہ کو ان کے علم و تجربے سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔[17]

جامعہ مظہر العلوم کے فتاویٰ جات کا منہج و اسلوب

آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ نبویہ سے استدلال:

فتاویٰ نویسی میں قرآنِ مجید اور احادیثِ نبویہ سے استفادہ بنیادی اہمیت رکھتا ہے، کیونکہ یہی شریعتِ اسلامیہ کے بنیادی مصادر ہیں۔ زیرِ مطالعہ جامعہ مظہر العلوم مینگورہ سوات کے فتاویٰ جات کا جائزہ لینے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ مفتیانِ کرام نے مختلف مسائل کے جوابات مرتب کرتے ہوئے قرآنِ مجید کی آیات اور احادیثِ نبویہ کو بنیادی دلائل کے طور پر پیش کیا ہے۔ خصوصاً عبادات، معاملات، معاشرت، نکاح و طلاق اور دیگر شرعی مسائل سے متعلق فتاویٰ میں موضوع کی مناسبت سے آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ نبویہ سے استدلال کیا گیا ہے۔ جامعہ مظہر العلوم کے فتاویٰ میں متعدد مقامات پر متعلقہ مسئلے کے شرعی حکم کو واضح کرنے کے لیے سب سے پہلے قرآنِ مجید کی مناسب آیت ذکر کی گئی ہے، جس سے مسئلے کی شرعی بنیاد واضح ہوتی ہے۔ بعض فتاویٰ میں آیتِ قرآنیہ کے ساتھ اس کے مفہوم اور دلالت کو واضح کرنے کے لیے متعلقہ تفسیری توضیحات سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مفتیانِ کرام نے قرآنی نصوص کو محض تبرکاً ذکر کرنے کے بجائے مسئلے کے حکم کے اثبات اور وضاحت کے لیے استعمال کیا ہے۔ اسی طرح احادیثِ نبویہ سے استدلال بھی جامعہ مظہر العلوم کے فتاویٰ کا ایک نمایاں پہلو ہے۔ مختلف مسائل میں نبی کریم ﷺ کے ارشادات، افعال اور تقریرات سے متعلق احادیث کو بطورِ دلیل پیش کیا گیا ہے۔

ضرورت کے مطابق احادیث کے اصل مصادر کی طرف بھی حوالہ دیا گیا ہے، تاکہ پیش کردہ دلیل کی علمی حیثیت واضح رہے۔ بعض مقامات پر ایک مسئلے کے متعلق متعدد احادیث ذکر کرکے حکمِ شرعی کی تائید کی گئی ہے، جس سے استدلال میں مزید قوت پیدا ہوتی ہے۔

فقہی جزئیات سے استدلال:

جامعہ مظہر العلوم مینگورہ سوات کے فتاویٰ جات کا بنیادی منہج فقہِ حنفی کے اصول و ضوابط پر قائم ہے۔ مفتیانِ کرام مسائل کے جوابات مرتب کرتے ہوئے قرآن وسنت سے استدلال کے بعد ضرورت کے مطابق فقہِ حنفی کی معتبر اور مستند کتب میں مذکور فقہی جزئیات سے استفادہ کرتے ہیں۔ بالخصوص ایسے مسائل میں جہاں براہِ راست نص سے حکم متعین نہ ہو یا کسی معاصر مسئلے کی فقہی تطبیق مطلوب ہو، وہاں متقدمین و متأخرین فقہائے احناف کی تصریحات کو بنیاد بنا کر سائل کو شرعی حکم سے آگاہ کیا جاتا ہے۔ جامعہ مظہر العلوم کے فتاویٰ میں فقہی جزئیات کے لیے متعدد معتبر کتبِ فقہ و فتاویٰ سے استفادہ کیا گیا ہے، جن میں الهدایہ، بدائع الصنائع، المبسوط للسرخسی، البحر الرائق، رد المحتار علی الدر المختار، الفتاویٰ الهندیہ (عالمگیریہ)، فتح القدیر، الاصل، البحر الرائق، فتاوی قاضی خان، الفقہ الاسلامی ادلہ، فتاویٰ قاسمیہ، احسن الفتاویٰ اور فتاویٰ عثمانی وغیرہ وغیرہ جیسی اہم اور مستند کتب شامل ہیں۔ ان مصادر سے استفادہ کرتے ہوئے فقہی مسائل کی اصل، فقہائے احناف کے اقوال اور مسئلے کی مختلف صورتوں کو واضح کیا گیا ہے۔

اصولِ فقہ کی جزئیات سے استنباط:

جامعہ مظہر العلوم مینگورہ سوات کے فتاویٰ جات کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ مفتیانِ کرام بعض مسائل کے جوابات میں اصولِ فقہ کے قواعد وجزئیات سے بھی استنباط کرتے ہیں۔ بالخصوص پیچیدہ اور اجتہادی نوعیت کے مسائل میں مسئلے کے مختلف پہلوؤں کو سامنے رکھ کر متعلقہ اصولی قواعد کا اطلاق کیا جاتا ہے، جس سے فتویٰ کی علمی بنیاد مزید مضبوط ہو جاتی ہے۔ مثلاً بعض مسائل میں الأصل في الأشياء الإباحة، اليقين لا يزول بالشك، المشقة تجلب التيسير، والضرر يزال جیسے معروف اصولی قواعد سے استدلال کرتے ہوئے حکمِ شرعی کی وضاحت کی گئی ہے۔ اس طرزِ استدلال سے واضح ہوتا ہے کہ جامعہ مظہر العلوم کے فتاویٰ میں محض جزوی فقہی اقوال پر اکتفا نہیں کیا گیا، بلکہ ضرورت کے مطابق اصولِ فقہ کے قواعد کو بھی مسائل کے استنباط اور تطبیق کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔

فتاویٰ کا اصلاحی کردار: بدعات ورسوم کی اصلاح:

جامعہ مظہر العلوم کے فتاویٰ جات کا مطالعہ کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ان کے منہجِ افتا میں اصلاحِ معاشرہ، بدعات ورسوم کی اصلاح اور سنت کے احیاء کو نمایاں مقام حاصل ہے۔ مفتیانِ کرام محض کسی مسئلے کا فقہی حکم بیان کرنے تک محدود نہیں رہتے، بلکہ معاشرے میں رائج ایسے رسوم و رواج کا بھی شرعی جائزہ پیش کرتے ہیں جو وقت گزرنے کے ساتھ دینی حیثیت اختیار کر چکے ہیں، حالاں کہ ان کی شرعی بنیاد واضح یا مضبوط نہیں ہوتی۔ اس سلسلے میں قرآن وسنت اور معتبر فقہی مصادر کی روشنی میں عوام کی رہنمائی اور معاشرتی اصلاح کی کوشش فتاویٰ کے نمایاں اسالیب میں شامل ہے۔

جامعہ مظہر العلوم کے فتاویٰ میں یہ منہج بھی نمایاں ہے کہ کسی رائج عمل کو صرف اس بنیاد پر درست قرار نہیں دیا جاتا کہ وہ معاشرے میں طویل عرصے سے رائج ہے، بلکہ اس کی شرعی حیثیت کو نصوصِ شرعیہ اور فقہی اصولوں کی روشنی میں پرکھا

جاتا ہے۔ خصوصاً مروجہ قرآن خوانی، ایصالِ ثواب، میت کے لیے خیرات کے نام پر چندہ، جیسے مسائل میں رائج طریقۂ کار کا فقہی جائزہ لے کر ان امور کی اصلاح کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔

مروجہ قرآن خوانی کے متعلق بعض فتاویٰ میں ایسی صورتوں کی اصلاح کی گئی ہے جو تلاوتِ قرآن جیسے عبادت کے عمل کو محض ایک رسمی تقریب بنا دیتی ہیں یا اہلِ میت کے لیے تکلف، نمود و نمائش اور معاشرتی دباؤ کا باعث بنتی ہیں۔ اسی طرح میت کے ایصالِ ثواب اور صدقہ و خیرات کی مشروعیت کو الگ رکھتے ہوئے ان مخصوص رسوم اور طریقوں کی شرعی حیثیت واضح کی گئی ہے جو بعد میں لازم یا دینی شعار کی حیثیت اختیار کر لیتے ہیں۔ اس طرزِ استدلال سے معلوم ہوتا ہے کہ جامعہ مظہر العلوم کے فتاویٰ میں اصلِ مشروع اور رائج غیر شرعی طریقۂ کار کے درمیان تفریق کو خاص اہمیت حاصل ہے۔

احتیاطی فقہی منہج اور قطعی حکم کا اسلوب:

جامعہ مظہر العلوم کے فتاویٰ جات کے مطالعے سے یہ امر بھی سامنے آتا ہے کہ بعض جدید اور حساس مسائل میں مفتیانِ کرام احتیاطی فقہی منہج اختیار کرتے ہوئے دوٹوک اور قطعی حکم صادر کرتے ہیں۔ ایسے مسائل میں جہاں معاصر اہلِ علم کے درمیان حالات، ضرورت، شدید مجبوری یا متبادل کے فقدان کی بنا پر مختلف آراء پائی جاتی ہوں، جامعہ کے فتاویٰ میں بعض اوقات جانبِ احتیاط کو ترجیح دیتے ہوئے عدمِ جواز کا واضح حکم اختیار کیا جاتا ہے۔ اس طرزِ افتا کا بنیادی مقصد مشتبہ یا حساس معاملات میں شریعت کے تقاضوں، انسانی حرمت اور فقہی اصولوں کے پیشِ نظر ممکنہ مفاسد سے اجتناب کو یقینی بنانا ہے۔

اس منہج کی ایک نمایاں مثال انسانی اعضا کا عطیہ اور پیوندکاری کا مسئلہ ہے۔ اگرچہ معاصر فقہاء نے ضرورتِ شدیدہ، انسانی جان کے تحفظ اور متبادل علاج کے فقدان کی صورت میں بعض شرائط کے ساتھ اعضا کی پیوندکاری کے جواز کی آراء بھی پیش کی ہیں، تاہم جامعہ مظہر العلوم کے بعض فتاویٰ میں اس مسئلے کے بارے میں زیادہ محتاط موقف اختیار کرتے ہوئے انسانی عضو کے عطیہ اور اضطراری حالت میں بھی دوسرے شخص کے عضو کے استعمال کو ناجائز قرار دیا گیا ہے۔ اس حکم کی بنیاد اس اصول پر رکھی گئی ہے کہ انسان اپنے جسمانی اعضاء کا مطلق مالک نہیں، لہٰذا وہ انہیں ہبہ کرنے کا مجاز بھی نہیں۔ چنانچہ فتویٰ میں صراحت کے ساتھ لکھا گیا ہے:

”آدمی اپنے اعضاء کا مالک نہیں ہے اور غیر مملوکہ چیز کو ہبہ کا کسی کو اختیار نہیں ہے، اس لیے آدمی اپنا کوئی عضو کسی کو ہبہ نہیں کر سکتا، اگرچہ اس کا مقصد کسی کی جان بچانا ہو، نیز اضطراری حالت میں بھی کسی دوسرے شخص کا عضو استعمال کرنا شرعاً جائز نہیں۔“

فتاویٰ نویسی میں احتیاطی پہلو اور سدِّ ذرائع:

جامعہ مظہر العلوم کے فتاویٰ جات کے مطالعے سے یہ بات نمایاں ہوتی ہے کہ فتویٰ نویسی میں احتیاط، سدِّ ذرائع اور جمہور فقہاء کے موقف کی پیروی کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ مفتیانِ کرام عموماً انفرادی یا شاذ آراء کے بجائے جمہور علماء کے متفقہ یا راجح موقف کو اختیار کرتے ہیں اور ایسے معاملات میں جن میں کسی شرعی مفسدے یا عملی نقصان کا اندیشہ ہو، احتیاطی پہلو کو ترجیح دیتے ہیں۔ اس منہج سے واضح ہوتا ہے کہ جامعہ کے فتاویٰ میں محض حکمِ شرعی بیان کرنا مقصود نہیں، بلکہ معاشرتی مفاسد کے سدِّ باب اور دینی احکام کے تحفظ کو بھی پیشِ نظر رکھا جاتا ہے۔

فتاویٰ کا لسانی اسلوب اور تفہیمی انداز:

جامعہ مظہر العلوم کے فتاویٰ جات کے مطالعے سے ان کا لسانی اسلوب، سادگی، وضاحت اور تفہیمی انداز نمایاں طور پر سامنے آتا ہے۔ مفتی صاحب مسئلے کی وضاحت کرتے ہوئے عموماً ایسی زبان اختیار کرتے ہیں جو علمی ہونے کے ساتھ ساتھ عام فہم بھی ہو، تاکہ نہ صرف اہلِ علم بلکہ عام مسلمان بھی فتویٰ کے مفہوم اور اس کے شرعی حکم کو بآسانی سمجھ سکیں۔ اس اسلوب میں غیر ضروری طوالت اور پیچیدہ تعبیرات سے حتی الامکان گریز کیا گیا ہے، جبکہ ضرورت کے مطابق مسئلے کے اہم پہلوؤں کی وضاحت بھی کی جاتی ہے۔ یوں وضاحت اور اختصار کے درمیان ایک متوازن انداز قائم نظر آتا ہے۔

براہِ راست جواب دینے کا اسلوب:

جامعہ مظہر العلوم کے فتاویٰ کے اسلوب کا ایک نمایاں پہلو یہ ہے کہ مفتی صاحب عموماً طویل تمہید، غیر ضروری مقدمات اور تفصیلی پس منظر کے بجائے براہِ راست اصل مسئلے کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ سوال میں جو شرعی مسئلہ دریافت کیا گیا ہو، اس کا حکم ابتدا ہی میں واضح کر دیا جاتا ہے، جس سے قاری کو فتویٰ کے بنیادی موقف تک پہنچنے کے لیے غیر ضروری تفصیلات سے گزرنا نہیں پڑتا۔

بعض فتاویٰ جات میں مستفتی کی شناخت مخفی رکھنے کا اسلوب:

جامعہ مظہر العلوم کے بعض فتاویٰ جات کے مطالعے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ مستفتی کی شناخت اور شخصی معلومات کو مخفی رکھنے کا خاص اہتمام کیا گیا ہے۔ استفتا میں اگر کسی شخص، فریق یا متعلقہ فرد کا نام ذکر کرنا ضروری ہو تو عموماً اس کے اصل نام کے بجائے زید، بکر، عمر یا الف، باء، جیم، دال جیسے فرضی ناموں اور حروف سے تعبیر کی گئی ہے۔ اس طریقۂ کار کا بنیادی مقصد سائل کی شناخت کو ظاہر ہونے سے محفوظ رکھنا ہے۔

یہ طرزِ تحریر رازداری اور امانت داری کے تقاضوں کی عکاسی کرتا ہے۔ بعض شرعی مسائل کا تعلق سائل کی ذاتی، خاندانی، مالی یا معاشرتی زندگی سے ہوتا ہے۔ ایسے مسائل میں اصل نام یا قابلِ شناخت معلومات درج کرنے سے سائل کی نجی معلومات افشا ہونے کا امکان پیدا ہو سکتا ہے۔ چنانچہ بعض فتاویٰ جات میں فرضی ناموں اور حروف کے استعمال سے اس پہلو سے احتیاط برتی گئی ہے۔

فتاویٰ میں اختصار اور استثنائی صورتوں کا عدمِ تذکرہ:

جامعہ مظہر العلوم کے بعض فتاویٰ کے مطالعے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ مفتی صاحب بعض مسائل کا جواب انتہائی اختصار کے ساتھ دیتے ہیں اور اصل حکم کو واضح کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ تاہم بعض مواقع پر کسی صورت کے عدمِ جواز کا حکم بیان کرتے ہوئے اس سے متعلقہ استثنائی صورتوں، حالاتِ ضرورت یا مخصوص شرائط کا ذکر نہیں کیا جاتا۔ اس طرزِ بیان سے عام قاری کے لیے بعض اوقات یہ ابہام پیدا ہو سکتا ہے کہ مذکورہ حکم تمام حالات اور صورتوں کے لیے یکساں ہے یا بعض مخصوص حالات میں اس سے استثناء بھی پایا جاتا ہے۔

یہ اسلوب اگرچہ اختصار اور براہِ راست جواب دینے کے اعتبار سے مفید ہے، تاہم جدید اور پیچیدہ مسائل میں جہاں حالات و ظروف کے اختلاف سے حکم کی نوعیت بھی مختلف ہو سکتی ہے، وہاں استثنائی صورتوں کی وضاحت فتویٰ کو مزید جامع اور واضح بنا سکتی ہے۔ چنانچہ جامعہ مظہر العلوم کے فتاویٰ کے اسلوب کا جائزہ لیتے ہوئے یہ پہلو بھی قابلِ توجہ ہے کہ بعض فتاویٰ میں

اختصار کی وجہ سے مسئلے کی تمام ممکنہ صورتیں اور ان کے احکام تفصیل سے سامنے نہیں آتے، جس کے نتیجے میں فتویٰ کے حکم کو اس کے اصل محل سے زیادہ عمومی سمجھنے کا امکان پیدا ہو جاتا ہے۔

متعدد سوالات کے الگ الگ جوابات:

جامعہ مظہر العلوم کے فتاویٰ کے مطالعے سے یہ امر نمایاں ہوتا ہے کہ اگر ایک ہی استفتا میں سائل کی جانب سے متعدد مسائل یا مختلف پہلوؤں سے متعلق سوالات پیش کیے گئے ہوں تو ہر سوال کو مستقل اہمیت دیتے ہوئے اس کا الگ جواب تحریر کیا گیا ہے۔ مفتی صاحب محض مجموعی جواب پر اکتفا کرنے کے بجائے سوالات کو الگ الگ ترتیب دے کر ہر مسئلے کا مستقل، واضح اور حتی الامکان مدلل جواب پیش کرتے ہیں۔

مسئلہ کے عدمِ جواز کی صورت میں ممکنہ شرعی حل:

جامعہ مظہر العلوم کے فتاویٰ کے مطالعے سے یہ پہلو بھی سامنے آتا ہے کہ مفتی صاحب کسی مسئلے کے عدمِ جواز کا حکم بیان کرتے ہوئے محض ممانعت پر اکتفا نہیں کرتے، بلکہ جہاں ممکن ہو وہاں اس کے متبادل شرعی حل کی طرف بھی رہنمائی فرماتے ہیں۔ فتویٰ کا مقصد صرف کسی عمل کے ناجائز ہونے کی وضاحت کرنا نہیں، بلکہ سائل کو شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے عملی رہنمائی فراہم کرنا بھی ہے۔ بالخصوص ایسے مسائل جن میں عوام الناس کثرت سے مبتلا ہوں، وہاں محض حرمت یا عدمِ جواز کا حکم بیان کر دینا کافی نہیں؛ بلکہ اس کے ساتھ جائز متبادل کی نشاندہی کرنا اصلاحِ معاشرہ کے اعتبار سے زیادہ مؤثر طریقہ ہے۔

حاصل کلام:

مذکورہ بالا بحث سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ جامعہ مظہر العلوم کے فتاویٰ جات میں عصرِ حاضر کے مختلف فقہی مسائل کو قرآن و سنت، فقہی جزئیات اور اصولِ فقہ کی روشنی میں حل کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے۔ فتاویٰ جات کے مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ مفتیانِ کرام نے محض مسئلہ کا حکم بیان کرنے پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ موقع و محل کے مطابق شرعی دلائل، فقہی نظائر، اصولی قواعد اور اصلاحی پہلوؤں کو بھی پیشِ نظر رکھا ہے۔ خصوصاً معاصر مسائل میں احتیاطی فقہی منہج، سدِّ ذرائع اور قطعی حکم کے ذریعے عوام کو غیر شرعی امور سے بچانے کی کوشش نمایاں نظر آتی ہے۔

فتاویٰ جات کے منہج و اسلوب کو درج ذیل نکات کی مدد سے سمجھا جا سکتا ہے:

- آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ نبویہ سے استدلال کرتے ہوئے مسائل کے شرعی احکام کو مضبوط دلائل سے واضح کیا گیا ہے۔
- فقہی جزئیات سے استدلال کرتے ہوئے ائمہ فقہ اور متقدمین کی فقہی آراء کی روشنی میں مسائل کا حل پیش کیا گیا ہے۔
- بعض مسائل میں اصولِ فقہ کی جزئیات سے استنباط کرتے ہوئے اصولی قواعد کو فروعی مسائل پر منطبق کیا گیا ہے۔
- فتاویٰ میں اصلاحی کردار کو ملحوظ رکھتے ہوئے بدعات، غیر شرعی رسوم اور معاشرتی غلط رواج کی اصلاح کی گئی ہے۔
- بعض حساس مسائل میں احتیاطی فقہی منہج اختیار کرتے ہوئے قطعی اور دوٹوک حکم کا اسلوب اپنایا گیا ہے۔
- فتاویٰ نویسی میں احتیاط کے پیشِ نظر ایسے امور سے بھی روکا گیا ہے جو بظاہر جائز ہونے کے باوجود آگے چل کر کسی ناجائز عمل کا ذریعہ بن سکتے ہوں، جس سے سدِّ ذرائع کے اصول کی رعایت ظاہر ہوتی ہے۔
- فتاویٰ کا لسانی اسلوب سادہ، واضح اور تفہیمی ہے، جس سے عام سائل کے لیے مسئلہ اور اس کا حکم سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔

- متعدد مقامات پر طویل تمہید کے بجائے براہِ راست جواب سے کلام کا آغاز کیا گیا ہے، جس سے فتویٰ میں اختصار اور افادیت پیدا ہوئی ہے۔
- بعض فتاویٰ جات میں مستفتی کی شناخت مخفی رکھنے کے لیے اصل نام کے بجائے زید، بکر، عمرو یا حروفِ تہجی وغیرہ سے تعبیر کی گئی ہے، جس سے سائل کی رازداری کا اہتمام ظاہر ہوتا ہے۔
- بعض فتاویٰ میں اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے صرف اصل مسئلہ اور اس کے حکم کو بیان کیا گیا ہے، جبکہ ممکنہ استثنائی صورتوں کی تفصیل ذکر نہیں کی گئی۔
- جہاں ایک استفتا میں متعدد سوالات موجود ہوں، وہاں ہر سوال کا الگ اور مستقل جواب دے کر مسائل کو واضح اور منظّم انداز میں پیش کیا گیا ہے۔
- مسئلہ کے عدمِ جواز کی صورت میں صرف ممانعت پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ جہاں ممکن ہو، سائل کے لیے اس کا ممکنہ شرعی حل بھی پیش کیا گیا ہے، تاکہ وہ ناجائز طریقے سے بچتے ہوئے جائز متبادل اختیار کر سکے۔

الغرض، جامعہ مظہر العلوم کے فتاویٰ جات کے اسلوب میں نصوصِ شرعیہ، فقہی جزئیات، اصولی استنباط، اصلاحی مزاج، احتیاط، سدِّ ذرائع، اختصار، وضاحت اور عملی شرعی حل کا حسین امتزاج پایا جاتا ہے۔ یہی خصوصیات ان فتاویٰ جات کو محض احکام کے مجموعے کے بجائے عصرِ حاضر کی شرعی رہنمائی، اصلاحِ معاشرہ اور فقہی تحقیق کا ایک اہم علمی ذخیرہ بناتی ہیں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی وحوالہ جات

1 تبریزی، ابو عبداللہ محمد خطیب، مشکوۃالمصابیح، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، ج 1، ص 32، س،ن

2 عجائب الہند، بزرگ بن شہریار، لیڈن، 1886

3 سید نوشہ علی، مسلمانان ہند و پاکستان کی تاریخ تعلیم، ص 174، کراچی 1962

4 بھٹی، محمد اسحاق، برصغیر میں علم فقہ، ص 186

5 بھٹی، محمد اسحاق، برصغیر میں علم فقہ، ص 125

6 *Zafarul Islam, "Origin and Development of Fatawa Compilation in Medieval India,", no. 1, P: 9*

7 ساقی، محمد مستعد خان، مترجم محمد ندا علی طالب، مآثر عالمگیری، بک لینڈ، بندر روڈ کراچی، ط: 1381ھ/1961ء، ص 357

8 فتاوی عالمگیری کے مولفین، مولانا نجیب اللہ ندوی، ص99
9 نزہۃ الخواطر [الاعلام بمن فی تاریخ الھند من الاعلام] مولانا عبد الحیٔ حسنی لکھنوی ج8 ص1121
10 ماہنامہ معارف اعظم گڑھ، مارچ1998ء، ص86
11 سید،انور علی باچا،ڈاکٹر،،بر صغیر میں فقہ حنفی کا ارتقاء کا تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ،پی ایچ ڈی مقالہ، ص،327
12 فلاحی،،بر صغیر ہند میں علوم فقہ اسلامی کا ارتقاء، ص96
13 سید،انور علی باچا،ڈاکٹر،،بر صغیر میں فقہ حنفی کا ارتقاء کا تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ،پی ایچ ڈی مقالہ، ص،311
14 سید،انور علی باچا،ڈاکٹر،،بر صغیر میں فقہ حنفی کا ارتقاء کا تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ،پی ایچ ڈی مقالہ، ص،281
15 سید،انور علی باچا،ڈاکٹر،،بر صغیر میں فقہ حنفی کا ارتقاء کا تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ،پی ایچ ڈی مقالہ، ص،272
16 سید،انور علی باچا،ڈاکٹر،،بر صغیر میں فقہ حنفی کا ارتقاء کا تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ،پی ایچ ڈی مقالہ، ص،327
17 إبداء الکبد فی وفاۃ المحدث الکبیر حضرت مولانا فضل محمد السواتی، مرتب، مولانا اختر حسین، فاضل مدرسہ عربیہ مظہر العلوم سوات، المکتبۃ الحمیدیۃ